اکابرینِ اُمت کی تعلیم وتربیت میں خواتین کا کردار

مولوی عصمت اللہ نظامانی
متعلم تخصصِ علومِ حدیث، جامعہ

دورِ حاضر میں یہ بات نظر آرہی ہے کہ مسلمان اپنے اکابرین، علمائے کرام، فقہائے عظام، حضرات محدثین اور دیگر صلحاء ومشاہیر کے تذکروں، ان کے کارہائے نمایاں اور علمی، دینی، ملّی وسماجی خدمات سے تو کچھ واقف ہیں، یعنی امتِ مسلمہ کے جلیل القدر مرد حضرات کی حیات اور ان کے اعلیٰ کارناموں سے تو تھوڑا بہت آشنا ہیں، لیکن ان اکابرینِ اُمت کی تعلیم وتربیت اور شخصیت سازی میں جنہوں نے اہم کردار ادا کیا، خود گم نام رہ کر، تکالیف ومصائب برداشت کرکے ان مشاہیر کو اُمت کے لیے رہنما و پیشوا بنایا، یعنی مسلمان عفت مآب خواتین، ان کے حالات اور اکابرینِ امت کی تعلیم وتربیت اور رجال سازی میں ان کے نمایاں کردار پر ابھی تک گمنامی کے پردے پڑے ہیں۔

حالانکہ وقت کا یہ اہم تقاضا ہے کہ ان عفت مآب خواتین کا تذکرہ اور مشاہیر علماء کی تعلیم وتربیت کے سلسلے میں ان کا کردار لوگوں کے سامنے نمایاں کیا جائے، تاکہ موجود دور کی خواتین کو معلوم ہو کہ عورت صرف ایک فرد کی تربیت نہیں کرتی، بلکہ وہ امت کے رہنما، اور ایک معاشرے کی تربیت کرتی ہے۔ عورت تاریخ ساز افراد کی پرورش کرتی ہے۔ اس کی گود سے قوم کا سر فخر سے بلند کرنے والے بھی تیار ہو سکتے ہیں۔

لہٰذا درجِ ذیل اکابرینِ امت کی تعلیم وتربیت میں خواتین کا کردار مختصر طور پر ذکر کیا جا رہا ہے، تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ مسلمان عفت مآب خواتین نے کیسی بڑی خدمات پیش کی ہیں، اور ان کی کتنی بڑی ذمہ داری ہے۔

بچوں کی تعلیم وتربیت کی طرف خواتینِ اسلام کا رجحان

اولاد کی تعلیم وتربیت سے متعلق قرآنی آیات اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات کی وجہ سے خواتین کو

اپنے بچوں کے مستقبل اور ان کی تعلیم و تربیت کی فکر تھی، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے زبیر بن عوام پر بچپن میں بغرضِ تربیت سختی کرتیں اور تادیباً مارتی بھی تھیں، جیسا کہ علامہ ابن حجرؒ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ (۱)

اس سلسلے میں حضرت حسن بصریؒ سے مروی ایک قصہ دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا کہ ایک مرتبہ میاں بیوی کے درمیان اپنے بچے کی پرورش سے متعلق اختلاف ہوا، وہ دونوں قاضی کے پاس گئے، چونکہ بچہ سمجھدار تھا، لہٰذا قاضی نے بچے کو اختیار دیا اور پوچھا کہ وہ کس کے پاس جاکر رہنا چاہے گا؟ بچے نے اپنے والد کو چُنا۔ اس پر ماں نے قاضی سے کہا کہ بچے سے یہ پوچھیے کہ اس نے والد کو کیوں چنا ہے؟ قاضی نے بچے سے سوال کیا تو اس نے کہا:

’’أمي تبعثني كل يوم للكتاب، والفقيه يضربني، وأبي يتركني للعب مع الصبيان.‘‘

ترجمہ: ’’میری ماں مجھے روزانہ تعلیم و کتابت سیکھنے کے لیے فقیہ کے پاس بھیجتی ہے، اور فقیہ غلطی پر مجھے مارتا ہے، جبکہ میرا والد مجھے دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔‘‘

بچے کا یہ جواب سن کر قاضی نے ماں کے حق میں فیصلہ کر دیا اور کہا کہ تم ہی اس کی زیادہ حقدار ہو۔ (۲)

امام اوزاعیؒ کی تعلیم و تربیت میں ان کی والدہ کا کردار

حضراتِ محدثین میں سے چوٹی کے محدث امام اوزاعی عبدالرحمٰن بن عمروؒ سے حدیث کا کوئی طالب علم ناآشنا نہیں ہوگا۔ سفیان ثوریؒ جیسے عظیم محدث بھی ان کے اونٹ کی نکیل پکڑ کر چلے ہیں۔ (۳) ان کے بچپن میں ہی والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا تھا، چنانچہ ان کی والدہ نے ان کی پرورش کی۔ وہ ان کو لے کر مختلف شہروں کی طرف ہجرت کا سفر کرتی تھیں، تاکہ ان کا بیٹا علم حاصل کر سکے۔ مشہور محدث ولید بن مزید امام اوزاعیؒ کی حالت پر تعجب کیا کرتے اور فرماتے تھے:

’’كان الأوزاعي يتيمًا فقيرًا في حجر امرأة تنقلهٗ من بلد إلٰى بلد.‘‘

ترجمہ: ’’امام اوزاعیؒ یتیم، غریب اور ایسی عورت کے زیرِ کفالت تھے جو اُن کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے کر جاتی تھی۔‘‘

اور اپنے بیٹے سے کہتے تھے:

’’يا بُني! عجزت الملوك أن تؤدب أنفسَها وأولادَها أدبَه في نفسه.‘‘(۴)

ترجمہ: ''اے میرے بیٹے! بادشاہ وسلاطین عاجز ہیں کہ اپنی ذات اور اولاد کو ایسا ادب سکھلائیں، جیسا امام اوزاعیؒ کا ادب تھا۔''

اس طرح اسفار کی مشقت اور دیگر تکالیف برداشت کرکے اس بیوہ خاتون نے اپنے یتیم بیٹے کی ایسی تربیت کی کہ وہ آگے چل کر فخرِ محدثین بن گیا۔

امام شافعیؒ کی تعلیم وتربیت میں ان کی والدہ کا کردار

امام شافعی محمد بن ادریسؒ سے کون ناواقف ہوگا، ان کے علمی مقام کا اعتراف موافقین اور مخالفین سب کو ہے، لیکن یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگی کہ ان کی تعلیم وتربیت اور شخصیت سازی میں ان کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ کا کتنا بڑا کردار تھا، چنانچہ علامہ ابن منظورؒ نے ان کے بارے میں لکھا ہے:

''وهي التي حملت الشافعي إلى اليمن وأدبته.''(۵)

ترجمہ: ''ان کی والدہ ہی انہیں یمن لائی تھیں اور ان کو ادب سکھلایا تھا۔''

امام شافعیؒ بہت چھوٹے تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہوگیا، چنانچہ ان کی والدہ نے اکیلے ہی ان کی کفالت و پرورش کی اور تعلیم وتربیت کی طرف توجہ دی، اور پھر جب وہ کچھ بڑے ہوئے تو ان کی والدہ کو اندیشہ ہوا کہ اہلِ علم سے دور رہ کر کہیں ان کے بیٹے کو علمی نقصان نہ ہو، چنانچہ ان سے کہا: ''الحق بأهلك فتكون مثلهم''، یعنی ''اپنے رشتہ داروں (قریش، جو اہل علم تھے) سے جا کر ملو، تاکہ تم بھی ان جیسے ہو جاؤ۔''(۶)

مالی حالات ان کے کافی کمزور تھے، یہاں تک کہ امام شافعیؒ کی والدہ کے پاس معلم کو دینے کے لیے بھی کچھ نہیں تھا، جیسا کہ امام شافعیؒ نے ذکر کیا ہے:

''كنت يتيماً في حجر أمي، ولم يكن معها ما تعطي المعلم.''

ترجمہ: ''میں اپنی والدہ کی پرورش میں یتیم تھا، اور ان کے پاس معلم کو دینے کے لیے کوئی چیز بھی نہیں تھی۔''

لیکن آفرین ہو اس ماں پر، اپنے بیٹے کے تعلیمی سفر کے اخراجات پورے کرنے کی خاطر اپنا گھر گروی رکھ دیا، چنانچہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

''ولم يكن عند أمي ما تعطيني أتحمل به، فرهنت دارها على ستة عشر ديناراً، ودفعتها إلي.''(۷)

ترجمہ: ''میری والدہ کے پاس مجھے دینے کے لیے کچھ نہیں تھا، جسے میں سفر پر لے جاتا، چنانچہ

انہوں نے سولہ ۱۶ دینار پر اپنا گھر گروی رکھا، اور وہ رقم مجھے دے دی۔‘‘

پھر دنیا نے دیکھا کہ اس تعلیم وتربیت کا نتیجہ ایک بہت بڑے فقیہ اور امام کی صورت میں نکلا، جس کی تعلیمات سے امت آج تک مستفید ہو رہی ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ کی تعلیم وتربیت میں ان کی والدہ کا کردار

مشہور ومعروف محدث وفقیہ امام احمد بن حنبلؒ کی تعلیم وتربیت میں بھی ان کی والدہ کا خصوصی کردار ہے۔ ان کے والد محمدؒ کا جوانی میں تقریباً تیس سال کی عمر میں انتقال ہو گیا تھا، چنانچہ ان کی والدہ صفیہ نے ہی ان کی پرورش اور تعلیم وتربیت کی طرف دھیان دیا۔ (۸)

امام احمد بن حنبلؒ نے تعلیم کی غرض سے محدثین کے پاس جانا شروع کیا تو وہ صبح سویرے اٹھتے تھے تو ان کی والدہ بھی ان کے لیے جاگ جاتی تھیں۔ اور بسا اوقات وہ رات کے آخری پہر میں اٹھ کر درس کے لیے جانا چاہتے تو اس وقت بھی ان کی والدہ بیدار ہو جاتیں، اور اپنی مامتا سے مجبور ہو کر بیٹے کو صبح ہونے تک روکتی تھیں، چنانچہ امام احمدؒ فرماتے ہیں:

’’كنت ربما أردت البكور إلى الحديث، فتأخذ أمي ثيابي وتقول: حتى يؤذن الناس، وحتى يصبحوا.‘‘ (۹)

ترجمہ: ’’بسا اوقات میں طلبِ حدیث کے لیے جلدی جانا چاہتا تو میری والدہ میرے کپڑے پکڑ کر کہتیں: (تھوڑی دیر ٹھہرو) یہاں تک کہ لوگ اذان دے دیں، یا صبح کا اجالا ہو جائے۔‘‘

امام احمد بن حنبلؒ کی والدہ نے دو موتی سنبھال کر رکھے تھے، چنانچہ جب امام صاحبؒ بڑے ہوئے، اور تعلیم کے سلسلے میں اخراجات کی ضرورت ہوئی تو انہوں نے وہ دونوں موتی اپنے بیٹے کے سپرد کر دیے، جنہیں امام احمدؒ نے تقریباً تیس دراہم کے عوض فروخت کیا۔ (۱۰)

امام احمد بن حنبلؒ کی والدہ ذی شعور تھیں، انہیں معلوم تھا کہ طلبِ علم کے لیے پُرخطر اور بڑے بڑے اسفار کرنے پڑتے ہیں، لیکن بہتر یہی ہے کہ طالبِ علم پہلے اپنے نزدیک اور قرب وجوار میں موجود مشائخ واساتذہ سے علم حاصل کرے، چنانچہ وہ بھی اپنے بیٹے کو پُرخطر سفر کرنے سے روکتی تھیں، اور امام احمدؒ بھی ان کی بات تسلیم فرماتے تھے۔

چنانچہ ایک مرتبہ مشہور محدث جریر بن عبدالحمیدؒ بغداد آئے تو امام احمدؒ سمیت دیگر طلبہ نے بھی ان سے استفادہ کیا، پھر جب وہ محدث دریائے دجلہ کی طغیانی سے بننے والی ایک بڑی نہر عبور کر کے شہر کے مشرقی جانب

گئے تو بعض حضرات نے امام احمدؒ سے وہاں جانے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ: ''أُمي لا تدعني''،(۱۱) یعنی ''میری والدہ مجھے اجازت نہیں دے گی۔''

امام احمد بن حنبلؒ کی والدہ کی اس بہترین تربیت اور شعور وفراست کی وجہ سے امام احمدؒ نے آگے چل کر جو بلند مقام حاصل کیا، وہ کسی سے مخفی نہیں ہوگا۔

علامہ ابنِ ہمامؒ کی تعلیم وتربیت میں ان کی نانی کا کردار

علامہ ابن ہمام محمد بن عبد الواحدؒ ایک مضبوط استعداد والے فقیہ اور محدث تھے، بڑے بڑے حضرات نے ان کے تبحّرِ علمی کی گواہی دی ہے، اور ان کی کتاب ''فتح القدير'' اس پر شاہدِ عدل ہے۔ علامہ ابنِ ہمامؒ کی تعلیم وتربیت میں ان کی نانی کا بہت بڑا کردار رہا ہے، اور وہ خود بھی ایک نیک خاتون تھیں۔ قرآن پاک کا بڑا حصہ انہیں یاد تھا۔

چنانچہ علامہ ابن ہمامؒ اپنے والد کے انتقال کے بعد اپنی نانی کے زیرِ کفالت وتربیت رہے۔ ان کی نانی انہیں اپنے ساتھ اسکندریہ سے قاہرہ لے آئیں، تاکہ وہ اچھی طرح علم حاصل کر سکیں، چنانچہ یہاں آکر علامہ ابنِ ہمامؒ طلبِ علم میں مشغول ہوئے اور قرآن پاک حفظ کیا اور ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ پھر دوبارہ ان کی نانی انہیں اسکندریہ لے آئیں، جہاں انہوں نے مزید تعلیم حاصل کی، اور بڑے مشائخ واساتذہ کے سامنے زانوئے تلمُّذ تہ کیے۔(۱۲)

اس عمر رسیدہ خاتون کو تو بعد میں آنے والوں نے بھلا دیا۔ کم ہی لوگوں کو معلوم ہوگا کہ وقت کے بڑے محدث وفقیہ ابنِ ہمام کی شخصیت سازی اور تربیت میں ان کی عمر رسیدہ نانی کا بڑا کردار ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ کئی مشہور فقہاء ومحدثین اور دیگر اکابرینِ امت کی تعلیم وتربیت میں خواتین کا اہم اور نمایاں کردار رہا ہے، وہ خود گمنام رہیں، لیکن انہوں نے امت کے لیے کئی رہنما وپیشوا تیار کیے، جنہوں نے مسلمانوں کے لیے دینی، علمی، سماجی اور ملّی خدمات انجام دیں، لہٰذا دورِ حاضر میں ایسی رجال ساز خواتین کا تذکرہ لوگوں کے سامنے پیش کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے، تاکہ عہدِ حاضر کی مسلمان عفت مآب خواتین بھی ان کی پیروی کرکے ایک فرد کے بجائے رجالِ کار تیار کریں۔

حواشی وحوالہ جات

۱:-الإصابة في تمييز الصحابةؓ لابن حجر، (۴۵۸/ ۲)، رقم الترجمة: ۲۷۹۶، الناشر: دار الكتب العلمية- بيروت، ط:۱۴۱۵ھ

۲:-زاد المعاد في هدي خير العباد لابن القيم، (۴۲۴/ ۵)، الناشر: مؤسسة الرسالة- بيروت،

ط:١٤١٥هـ- ١٩٩٤ء

٣:-شذرات الذهب في أخبار من ذهب لابن عماد الحنبلي، (٢٥٧/ ٢)، الناشر: دار ابن كثير- دمشق، ط:١٤٠٦هـ- ١٩٨٦ء

٤:-تاريخ دمشق لابن عساكر، (١٥٧/ ٣٥)، الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر، ط:١٤١٥هـ- ١٩٩٥ء

٥:-مختصر تاريخ دمشق لابن منظور، (٣٥٨/ ٢١)، الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر- دمشق، ط:١٣٠٢هـ- ١٩٨٤ء

٦:-سير أعلام النبلاء للذهبي، (١٠/ ١٠)، الناشر: مؤسسة الرسالة- بيروت، ط:١٤٠٥هـ- ١٩٨٥ء

٧:-مختصر تاريخ دمشق لابن منظور، (٣٦٠/ ٢١)

٨:-سير أعلام النبلاء للذهبي، (١٧٩/ ١١)

٩:-الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع للخطيب، (١٥١/ ١)، الناشر: مكتبة المعارف، الرياض

١٠:-سير أعلام النبلاء للذهبي، (١٧٩/ ١١)

١١:-تاريخ بغداد للخطيب (٢٦٦/ ٧)، الناشر: دار الكتب العلمية- بيروت، ط:١٤١٧هـ

١٢:-الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوي، (١٢٧/ ٨)، الناشر: دار الجيل، بيروت